



Gillette کے مریض

(انتظار کرنے والوں کی نظر سے)

”کلینک مریضوں کا علاج کرتا ہے۔ خیال رکھنے والی برادری انسانوں کو سہارا دیتی ہے۔“

I۔ مریض

جب کوئی مریض پہلی بار بحالی کے مرکز میں داخل ہوتا ہے تو وہ لمحہ شاذ ہی اُس نے خود چُنا ہوتا ہے۔ اکثر وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ آتا ہے جس نے سب سے مشکل فیصلہ کیا ہے: یہ یقین رکھے رہنا کہ کوئی راستہ اب بھی موجود ہے۔

جو شخص اُس کے پہلو میں جیتا ہے، وہ اپنے اندر ہمیشہ ایک ہی سوال لیے پھرتا ہے۔ یہ آزمائش کب ختم ہو گی؟ اور فوراً بعد ایک اور سوال آتا ہے، ضدی اور خاموش:

وہی کیوں؟ ہم ہی کیوں؟

مگر ان جگہوں میں مریض صرف وہ نہیں جن کے پاس کوئی تشخیص ہے۔ وہ تو طب کا معاملہ ہے، درجہ بندیوں کا، پروٹوکول کا۔

حقیقت کچھ اور ہے۔

مریض وہ بھی ہیں جو انتظار کرتے ہیں، جو ساتھ چلتے ہیں، جو سہارا دیتے ہیں۔ مریض وہ ہیں جو ہر دن دکھ کے پہلو میں جیتے ہیں، اور وہ خوف، قربانیاں، امیدیں اور تھکاوٹیں بانٹتے ہیں جنہیں کوئی طبی ریکارڈ کبھی درج نہیں کرے گا۔

بحالی کے مرکز میں داخل ہو کر تم دوسرے لوگوں سے ملتے ہو، دوسری کہانیوں سے، دوسری معلق تقدیروں سے۔ اور جہاں زیرِ علاج شخص اکثر اپنی ہی روز کی جنگ میں گم رہتا ہے، وہاں ساتھ آنے والا دیکھتا ہے، موازنہ کرتا ہے، سوچتا ہے۔

وہ زیادہ مشکل کیس دیکھتا ہے، زیادہ سنگین حالتیں، زیادہ لمبے راستے۔

اور، قریب قریب احساسِ جرم کے ساتھ، سوچتا ہے:

”سب کچھ دیکھتے ہوئے، اس سے برا بھی ہو سکتا تھا۔“

مگر ہر آنے والا ایک الگ کہانی لاتا ہے، اور اپنے اندر، کہیں گہرائی میں، وہی سوال رکھتا ہے، جسے بے یقینی نے منعکس بھی کیا ہے اور ڈھالا بھی:

کل کیا ممکن ہو گا؟

انتظار اور ٹھہرنے کے لمحوں میں گفتگو کا مزاج بدل جاتا ہے۔ لوگ بیماری کی بات رفتہ رفتہ کم کرتے جاتے ہیں، اور زندگی کی بات رفتہ رفتہ زیادہ۔

وہ بتاتے ہیں کہ پہلے وہ کون تھے۔

وہ یاد کرتے ہیں کہ یہ سب کیسے شروع ہوا۔

وہ اُن چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں جو دوسروں کو شاید بے معنی لگیں مگر کسی کے لیے ایک بہت بڑا سنگِ میل ہیں۔

وہ اُن دیکھی پیش رفت کی بات کرتے ہیں، اُن مایوسیوں کی جو ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ جیتی ہیں، اُس امید کی جو انتظار کے اندر جیے جاتی ہے۔

سب سے بڑھ کر، وہ اُن کی بات کرتے ہیں جو پاس رہتے ہیں۔

کہ وہ لوگ کتنی قربانیاں دیتے ہیں جو ہر روز ہاتھ بڑھائے رکھتے ہیں۔

اور اکثر ایک ایسا خیال ابھرتا ہے جس کا کسی کو گمان نہ تھا:

“میں جو بن گیا ہوں، اسے قبول کرتا ہوں۔ مجھ پر وہ بھاری نہیں۔ مجھ پر بھاری وہ بوجھ ہے جو میں دوسروں سے اٹھوا رہا ہوں۔”

یہ روز کی ہمت ہے۔

خاموش ہمت۔

ایک ایسی جگہ جہاں ہار ماننے کی گنجائش نہیں، جہاں ہر قدم ارادہ مانگا ہے، جہاں اداسی بھی چھپالی جاتی ہے تاکہ ہم سے محبت کرنے والے محفوظ رہیں۔

کیونکہ جو ہمارے پہلو میں کھڑے ہیں، وہ ہمیں ایسی توجہ سے دیکھتے ہیں جو شاید ہم نے پہلے کبھی نہ جانی ہو۔

ہر حرکت نظر میں آتی ہے۔

ہر بہتری کا جشن منایا جاتا ہے۔

ہر پسپائی بانٹی جاتی ہے۔

مریض ہم ہیں۔

وہ جو واپسی کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔

کچھ کے لیے ایک قدم معمولی بات ہے۔

دوسروں کے لیے وہ ایک فتح ہے۔

اور پھر بھی امید وہیں کھڑی رہتی ہے، ضدی، تب بھی جب سب کچھ اس کے برعکس اشارہ کرتا دکھائی دے۔

دوسروں کی کہانیاں دیکھنا ہمیں اُس کی قدر پہچاننا سکھاتا ہے جو ابھی ہمارے پاس ہے۔

اور جو واقعی دکھ سے گزرتا ہے، وہ ایک ایسی سچائی سمجھ لیتا ہے جو معمول کی زندگی جینے والوں سے اکثر اوجھل رہتی ہے:

زندگی کو بڑی چیزیں نہیں سنبھالتیں۔

کبھی تھوڑا سا کافی ہوتا ہے۔

کبھی نہ ہونے کے برابر بھی کافی ہوتا ہے۔

اور وہی نہ ہونے کے برابر، سب کچھ بن سکتا ہے۔

II۔ اختتامیہ

مریض ایک انسان ہے۔

دکھ کی برادری اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

کوئی سچ مچ یہ نہیں کہہ سکتا: میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔

بیماری آمدنی نہیں جانتی، رتبہ نہیں ناپتی، سماجی فرق نہیں کرتی۔ وہ اجازت مانگے بغیر آتی ہے اور

اُس کی زندگی بدل دیتی ہے جس سے ملتی ہے، اور اُن کی بھی جو اُس کے پہلو میں جیتے ہیں۔

اسی لیے ہمیں ہر دن کو زیادہ شکر گزاری سے دیکھنا سیکھنا چاہیے۔

اکثر خود مریض ہی زندگی کی قدر سب سے گہرائی سے سمجھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اس کی نزاکت جانی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک سادہ سا عمل کتنا قیمتی ہو سکتا ہے، ایک بڑھا ہوا ہاتھ، ایک چھوٹی سی بہتری جو دوسروں کو بے معنی لگتی ہے۔

اور شاید اسی لیے کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اُسے فیصلہ سنانے کا حق ہے۔

ہم کبھی نہیں جانتے کہ ہمارے سامنے والا شخص کون سی جنگ لڑ رہا ہے۔

ہم کبھی نہیں جانتے کہ ایک بند دروازے کے پیچھے، ایک خاموشی کے پیچھے، ایک ایسی تھکن کے پیچھے کیا چھپا ہے جو کبھی بیان نہیں ہوتی۔

دکھ سکھاتا ہے کہ زندگی صرف اُس سے نہیں بنتی جو ہمارے پاس ہے، بلکہ اُس سے بھی جو ہم تب بچا پاتے ہیں جب ہم سے بہت کچھ لے لیا جاتا ہے۔

اور تب ہم ایک سادہ سی سچائی دریافت کرتے ہیں۔

کچھ کے لیے ایک قدم معمولی بات ہے۔

دوسروں کے لیے وہ ایک فتح ہے۔

اور ہر فتح احترام کی حق دار ہے۔

III۔ مصنف کا صفحہ

یہ تحریر کسی کی فرمائش پر نہیں لکھی گئی۔

یہ بیچی نہیں گئی۔

یہ تجارتی مقاصد کے لیے تیار نہیں کی گئی۔

یہ اس لیے لکھی گئی کہ بحالی کی، انسانی وقار کی اور انسانوں کے باہمی رشتے کی قدر کی گواہی دے۔

واحد معاوضہ جو مانگا گیا ہے، ایک علامتی ڈالر ہے — کام کی قیمت کے طور پر نہیں، بلکہ نگہداشت، امید اور ذمہ داری کی ثقافت سے مشترکہ وابستگی کی گواہی کے طور پر۔

فرڈیننڈو

Gillette ← PDF، مریض کی داستان

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · The Corpus · نقشے ·

رابطہ